امتداد وقت کے ساتھ خالد کے تعلقات خلیفہ عبدالملک سے بالکل ہموار ہوگئے۔ عبدالملک نے اپنی صاحبزادی عائشہ بنت عبدالملک کا نکاح خالد سے کر دیا (۱۵)۔ اور بعد میں عبدالملک نے خالد کو صوبہ حمص کا گورنر بنا دیا۔ وہاں خالد نے اپنی ایک یادگار جامع مسجد حمص تعمیر کرائی جس میں خالد کے چار سو زر خرید غلام کام کرتے تھے۔ پھر جب جامع مسجد مکمل ہو گئی تو وہ تمام غلام جن کی تعداد چار سو تھی سب کو آزاد کر دیا (۱۶)۔

خالد کو خلیفہ وقت نہ تھے لیکن سخاوت کی دھاک خلفاء سے بھی زیادہ تھی۔ ایک دفعہ ایک شاعر حاضر خدمت ہوا اور اسے کہا کہ میں نے آپ کی تعریف میں دوشعرکہے ہیں لیکن میں وہ شعر اس وقت پڑھوں گا جب ان کا انعام مقرر کرنے کا اختیار آپ مجھے دینگے۔ خالد نے ہامی بھر لی تو شاعر نے دو شعر سنائے۔

سالت الندا و الجود حران انتما
فردا و قالا اننا لعبید

فقلت و من مولا کما فتطاولا
علی و قالا خالد بن یزید

میں نے سخاوت اور بخشش سے پوچھا کہ کیا تم دونوں آزاد ہو ؟ تو وہ دونوں بولیں کہ ہم تو غلام ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ تم کس کی غلام ہو اور تمہارا آقا کون ہے تو وہ مجھے گھور کر کہنے لگیں ہمارا آقا خالد بن یزید ہے۔

اس کے بعد خالد نے کہا کہ اب اپنا انعام بھی تم ھی مقرر کر لو تو شاعر نے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ دلوائیے تو خالد نے ایک لاکھ روپیہ اس شاعر کو دینے کا حکم دیا (۱۷)۔

آپ کے ضرب المثل کلمات

بعض کلمات آپ نے ایسے بیان کئے جو بعد کو ضرب الامثال کے حکم میں آ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ انسان کے قریب ترکیا چیز ہے فرمایا موت۔ سوال

انسان کے لئے زیادہ قابل بھروسہ کیا چیز ہے فرمایا نیک عمل ۔ سوال ۔ انسان کے لئے سب سے ڈراؤنی چیز کیا ہے ۔ فرمایا مردہ ۔ (۱۸)

آپ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص ضدی بھی ہو ، ریاکار اور باتونی بھی ہو اور پھر صرف اپنی ہی رائے صحیح سمجھتا ہو تو سمجھو کہ اس کی بدبختی مکمل ہو گئی (۱۹)

عـــــام عادات

جمعہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھنے کی عادت تھی ۔ علم طب ، علم کیمیا اور علم طبیعیات میں دستگاہ کامل تھی ۔ ایک دفعہ عبد الملک کے دربار میں پانی کا ذکر چل نکلا تو خالد نے سمندر کے کھارے پانی کی چند مشکیں منگوا کر عمل تقطیر (FILTRATION) کے ذریعے وہ پانی میٹھا کر دکھایا اور پھر اس عمل کی تفصیلات بیان کیں ۔ فن کیمسٹری کے بے شمار تجربے کرتے رہتے تھے پھر ان کو اپنی تصنیفات میں جگہ دیتے تھے ۔ کاش کہ ان کی کوئی تصنیف ہاتھ لگ جاتی تو انہوں نے جو مفید اور قیمتی سائنسی تجربات کئے ہونگے ان تک رسائی حاصل ہو سکتی ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً ۔ (۲۰)

علماء امت کی نگاہ میں

محقق علماء امت کی نگاہ میں خالد بن یزید ہر حیثیت سے بلند رتبہ شخص گذرے ہیں اور صدر اول کے محقق مورخین نے ان کی دینداری ، ان کی علمی قابلیت ، ان کی اولوالعزمی اور سخاوت کا تذکرہ دل کھول کر کیا ہے ۔ گو اصل حالات بہت مبسوط و مفصل ہونگے کیونکہ آل ابو سفیان کا سیاسی اقتدار تو معاویہ ثانی پر ختم ہو گیا تھا ۔ اس کے بعد سیاسی اقتدار پر آل مروان چھا گئے اور طبعی طور سے آل مروان کی طرف ہی مورخین کا رخ پھر گیا پھر جب اقتدار بنو عباس کے خاندان میں منتقل ہوا تو علمی بساط پر چھائے ہوئے باطنی تحریک کے علمبرداروں نے کرید کرید کر محاسن بنو عبشم کو محو کیا اور ان کے

فرضی اور خود ساختہ مثالب و عیوب کو اجاگر کیا تو اُن حالات میں دشمنان بنو عبشم کی نگاہوں سے بچ کر کونوں کھدروں میں بچی کھچی جو تفصیلات مل سکیں ان سے اتنے حالات بمشکل معلوم ہو سکے ہیں ۔

(۱) حضرت امام یافعی یمنی متوفی ۷۶۸ھ مرأت الجنان میں لکھتے ہیں ۔[۲۱]

كان موصوفاً بالعلم و الدين و العقل

علم ، دین اور عقل کی صفات سے خالد متصف تھے ۔

(۲) امام ابن کثیر لکھتے ہیں ۔[۲۲]

قال ابو زرعة الدمشقی معاويه و عبد الرحمن و خالد (بنویزید) من صالحیٔ القوم

امام ابو زرعة الدمشقی نے فرمایا کہ معاویہ (ثانی) اور عبد الرحمن اور خالد پسران یزید مسلمانوں کے صالحین میں سے تھے۔

(۳) حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں ۔[۲۳]

صدوق مذكور بالعلم روی عن ابيه و دحية الكلبی و عنه الزهری ورجاء بن حيوة و علی بن رباح و عبيد الله بن عباس ذكره ابن حبان فی الثقاة ۔

خالد راست باز اور ذی علم تھے اپنے والد اور حضرت دحیہ کلبی سے روایت کرتے ہیں اور خالد سے زہری رجاء بن حیوہ علی بن رباح اور عبید اللہ بن عباس روایت کرتے ہیں ابن حبان نے اُن کو ثقہ لوگوں میں بیان کیا ہے۔

(۴) حافظ ابن عساکر دمشقی لکھتے ہیں ۔[۲۴]

يوصف بالعلم و يقول الشعر و قال ابن حاتم كان من الطبقة الثانية من تابعی اهل الشام ۔

علم سے موصوف تھے شاعر تھے امام ابن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷ھ) نے کہا ہے کہ تابعین شام کے طبقہ ثانیہ میں سے تھے ۔

(۵) ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے ۔[۲۵]

كان خطيباً شاعرا فصيحا حازماً ذا رأى و كان جواداً ۔
خطیب ، شاعر ، فصیح اور محتاط وصاحب رائے اور بے حد سخی تھے ۔

ان حوالوں میں خالد کے دیندار راستباز ، ثقہ اور صالح ہونے کی تصریحات بیان ہوئی ہیں ۔ تقوے کی وجہ سے آخرت کی طرف دھیان رهتا تھا ۔ موت کو بہت یاد کرتے تھے ۔ خود فرماتے ہیں

اتعجب ان كننت ذانعمة
و انك فيها شريف مهيب
فكم ورد الموت من ناعم
وحب الحيات اليه عجيب
اجاب المنيّة لما دعته
و كرها يجيب لها من يجيب (۳٦)

کیا تم دولت مند ، شریف اور ہیبت ناک ہونے کے گھمنڈ میں ہو ۔ موت تو دولت مندوں کو بھی آ جاتی ہے حالانکہ زندگی ان کو بہت پیاری ہوتی ہے ۔ مگر موت جب بلاتی ہے تو اس کو ہر کوئی ناگواری سے ہی قبول کرتا ہے ۔
ایک قطعہ کے دو شعر یہ بھی ہیں ۔ (۳۷)

يوم الحساب اذا النفوس تفاضلت ۔
فى الوزن اذ غبط الاخف الاثقلا
فا عمل لما بعد المماث ولا تكن
عن حظ نفسك فى حياتك غافلا

روز حساب (قیامت) کو یاد رکھو جبکہ کم وزن (اعمال) والے بھاری وزن والوں پر رشک کرینگے اس لئے بعد موت کے لئے نیک عمل جمع کر رکھو اور اپنی زندگی میں اپنی جان کے حصے سے غافل مت رہو ۔
اور ایک دوسرے عبرت انگیز قطعہ کا ایک شعر یہ بھی ہے ۔ (۳۸)

المـوت حوض لا محـالة فيـه كل الخلـق شارع
و من التقى فازرع فانک تحصد ما انـت زارع

موت تو ایک حوض ہے جس میں کل مخلوق کو گھسنا ہے۔ اس لئے نیکیوں کی کاشت کر لو کیونکہ وہاں وہی کاٹو گے جو یہاں کاشت کیا ہے۔

آپ سے اعلم حفّاظ حدیث سید التابعین حضرت امام زہری اور حضرت رجاء بن حیوۃ نے حدیثیں روایت کی ہیں اور صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابو داؤد شریف میں بھی آپ کی ایک روایت نظر سے گذری ہے۔(۲۹)

گـــوشہ نشینی

آخر عمر میں گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اب باہر نکلنے میں کیا مزہ رہ گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خوبی ہے تو باہر اس پر حسد کرنے والے ہی باقی رہ گئے ہیں۔ اور اگر کوئی برائی ہے تو اس کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے بھی باقی ہیں۔(۳۰)

اصل الفاظ یوں ہیں۔ هل بقى الا حاسد نعمة اوشامت بنكبةٍ۔

وفـــات

۹۰ ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے جنازہ کو کندھا دیا۔ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بنوامیہ کو مخاطب کرکے کہا کہ خالد کی میت پر چادریں ڈالو کیونکہ اس کے بعد تم کو اتنا اہم حسرتناک جنازہ پھر دست یاب نہ ہوگا۔ پھر خالد کو دفن کرکے اللہ کی رحمت کے سپرد کر دیا۔(۳۱)

رحمہٗ اللہ تعالیٰ

****

فہرست حوالہ جات

۱ ۔ المحبر صہ ۵ ۔ ۳۰۳ مصنفہ ابو جعفر محمد حبیب ہاشمی بغدادی متوفی ۲۳۵ ھ طبع حیدر آباد دکن ۱۹۴۲ ع ۱۳۶۹ ھ

۲ ۔ وفیات الاعیان و أنباء ابناء الزمان جلد ۵ صہ ۱۳۶ طبع مصر ۔ مولفہ قاضی شمس الدین ابن خلکان بر مکی شافعی متوفی ۶۸۱ ھ ۔

۳ ۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ صہ ۱۹۷ طبع مصر مصنفہ حافظ ابو الحسن ابن عساکر دمشقی متوفی ۵۷۱ ۔

۴ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صہ ۹۳ طبع مصر مصنفہ احمد بن عبد ربہ اندلسی (مولی ہشام بن عبد الرحمن اندلسی اموی) متوفی ۳۲۸ ھ ۔

۵ ۔ کتاب الفہرست صہ ۳۹۸ مصنفہ محمد بن اسحاق ابن ندیم الورّاق البغدادی مطبوعہ مصر ۔

۶ ۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صہ ۳۲ مصنفہ یاقوت حموی رومی طبع مصر ۔

۷ ۔ کتاب الفہرست ابن ندیم صہ ۳۹۸ طبع مصر ۔

۸ ۔ تاریخ ابن عساکر دمشقی ۔ جلد ۵ صہ ۱۸ ۔ ۱۹۷ ۔

۹ ۔ فہرست ابن ندیم صہ ۳۹۸ ۔

۱۰ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صہ ۲۵ ۔

۱۱ ۔ تاریخ ابن عساکر دمشقی جلد ۵ صہ ۱۱۹ ۔

۱۲ ۔ الاغانی جلد ۱۶ صہ ۸ ۔ ۸۷ مصنفہ علی بن حسین اصبہانی متوفی ۳۵۶ طبع مصر ۔

۱۳ ۔ الاغانی جلد ۱۹ صہ ۸۵ ۔

۱۴ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صہ ۵۰ ۔ ۳۳۹ ۔

۱۵ ۔ المحبّر صہ ۵۹ ۔

۱۶ ۔ تاریخ ابن کثیر حافظ عماد الدین ابن کثیر حنبلی دمشقی متوفی ۷۷۴ ھ طبع مصر صہ ۸۰ جلد ۹ ۔

۱۷ ۔ ایضاً

۱۸ ۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صہ ۳۰ ۔

۱۹ ۔ ایضاً

۲۰ ۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ صہ ۲۰ ۔ ۱۱۹ ۔

۲۱ ۔ مرآت الجنان جلد اول صہ ۱۸۰ طبع حیدر آباد دکن مصنفہ امام عبد اللہ بن اسعد الیمنی متوفی ۷۶۸ ھ ۔

۲۲ ۔ تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صہ ۲۳۷ طبع مصر ۔

۲۳ ۔ تہذیب التہذیب جلد ۳ صہ ۱۲۸ طبع حیدر آباد دکن ۔

۲۴ ۔ تاریخ ابن عساکر دمشقی جلد ۵ صہ ۱۷ طبع مصر ۔

۲۵ ۔ کتاب الفہرست ابن ندیم صہ ۳۹۸ طبع مصر ۔

۲۶ ۔ معجم الادباء جلد ۱۹ صہ ۳۰ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صہ ۶۳ ۔

۲۷ ۔ تاریخ ابن عساکر دمشقی جلد ۵ صہ ۱۲۵ ۔

۲۸ ۔ ایضاً ایضاً ایضاً صہ ۱۲۰ ۔

۲۹ ۔ ابو داؤد شریف جلد دوم صہ ۲۱۲ طبع دہلی باب فی لبس القباطی للنساء ۔

۳۰ ۔ العقد الفرید جلد ۲ صہ ۱۵۰ ۔

۳۱ ۔ معجم الادباء جلد ۱۱ صہ ۳۲ ۔

* * * * * * *

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:3 (1981)

اقبال اور تحقیقات اسلامی

محمد ریاض

اقبال کے شاعر اسلام ہونے کے پہلو پر برصغیر میں اور اس سے باہر بھی خاصی توجہ مبذول رہی ہے مگر اسلامی موضوعات پر ان کے اردو اور انگریزی مقالوں، خطبوں اور مکاتیب و بیانات وغیرہ کی طرف ہنوز وہ توجہ نہیں دی جا سکی جس کے وہ مستحق ہیں ۔ شعر کی تاثیر مسلم ، مگر نثری تحریریں شعر سے زیادہ واضح اور صریح ہو سکتی ہیں ۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اقبال کے ہاں تخلیق ہی نہیں ، اعلی درجے کی تحقیق بھی ہے ۔ بلکہ برصغیر اور دنیائے اسلام میں بعض اہم تحقیقات اسلامی کے وہ محرک بھی رہے ہیں ۔

اقبال کو فلسفہ اور ما بعد الطبیعاتی امور سے ساری عمر دلچسپی رہی ، اس لئے ان کی تحقیقات کے موضوعات کئی ہیں مگر ہم یہاں ان باتوں سے سروکار رکھیں گے جن سے بالعموم مسلمان محققین کو دلچسپی ہو سکتی ہے ۔

اقبال کا بظاہر پہلا تحقیقی مقالہ ۱۹۰۰ ء میں شائع ہوا (۱) ۔ وہ شیخ عبد الکریم الجیلی (وفات ۸۱۱ ھ ۱۴۰۸ ء) کے نظریۂ انسان کامل کے بارے میں ہے ۔ یہ مقالہ کسی قدر ترمیم و اضافے سے بعد میں اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا جزو بنا (۲) ۔ ۱۹۰۰ تا ۱۹۰۵ ء کے دوران کوئی چھ برس تک اقبال اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں درس و تدریس سے وابستہ رہے اور اس دوران آپ نے تصنیف و تالیف کا خاصا کام انجام دیا ۔ مگر قومی اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس زمانے کا ان کا مقالہ "قومی زندگی" آج (۳) بھی توجہ طلب ہے ۔ یہ مقالہ ۱۹۰۴ ء میں ماہنامہ "مخزن" میں شائع ہوا ۔ اس مبسوط

مقالے میں منجملہ دیگر امور ، اقبال فقہ حنفی کی کافی حد تک جامعیت اور شیعہ مفسرین کی وسعت نظر کا ذکر کرنے کے باوجود ، اسلامی فقہ و علم کلام کی تدوین نو کی ضرورت کا احساس دلاتے ہیں ، اور یہ احساس بعد میں بھی ان کی فکر کا جزو لا ینفک رہا ہے ، بلکہ اس ضمن میں کافی اہم(۷) کام وہ انجام بھی دے گئے ۔ مضمون "قومی زندگی" میں لکھتے ہیں : اس وقت ہمیں دو چیزوں کی سخت ضرورت ہے یعنی اصلاح تمدن اور تعلیم عام ۔ مسلمانوں میں اصلاح تمدن کا سوال در حقیقت ایک مذہبی سوال ہے کیونکہ اسلامی تمدن اصل میں مذہب اسلام کی عملی صورت کا نام ہے اور ہماری تمدنی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو اصول مذہب سے جدا ہو سکتا ہو ۔ میرا یہ منصب نہیں کہ میں اس اہم مسئلہ پر مذہبی اعتبار سے گفتگو کروں تاہم میں اس قدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ حالات زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب آ جانے کی وجہ سے بعض ایسی تمدنی ضروریات پیدا ہو گئی ہیں کہ فقہاء کے استدلالات جن کے مجموعے کو عام طور پر شریعت اسلامی کہا جاتا ہے ، ایک نظر ثانی کے محتاج ہیں ۔ میرا یہ عندیہ نہیں کہ مسلمات مذہب میں کوئی اندرونی نقص ہے جس کے سبب وہ ہماری موجودہ تمدنی ضروریات پر حاوی نہیں ہیں بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث کے وسیع اصول کی بنا پر جو استدلال فقہاء نے وقتاً فوقتاً کئے ہیں ، ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو خاص خاص زمانوں کے لئے واقعی مناسب اور قابل عمل تھے مگر حال کی ضروریات پر کافی طور پر حاوی نہیں ہیں ۔ اگرچہ شیعہ مفسروں نے بعض بعض اصول کی تشریح میں ایک حیرت ناک وسعت نظر سے کام لیا ہے تاہم

جہاں تک میرا علم ہے شریعت اسلامی کی جو توضیح جناب ابو حنیفہؒ نے کی ہے ، ویسی کسی اسلامی مفسر نے آج تک نہیں کی . . . . . دینی خدمت کے اس حصے یعنی فلسفہ شریعت کی تفسیر و توضیح میں امیر المومنین حضرت علیؓ کے بعد جو کچھ اس فلسفی امام نے سکھایا ہے ، قوم اسے کبھی فراموش نہ کرے گی ۔ لیکن اگر موجودہ حالات زندگی پر غور و فکر کیا جائے ، تو جس طرح اس

وقت ہمیں تائید اصول مذہب کے لئے ایک جدید علم کلام کی ضرورت ہے ، اسی طرح قانون اسلامی کی جدید تفسیر کے لئے ایک بہت بڑے فقیہ کی ضرورت ہے جس کے قوائے عقلیہ و متخیلہ کا پیمانہ اس قدر وسیع ہو کہ وہ مسلمات کی بنا پر قانون اسلامی کو نہ صرف ایک جدید پیرائے میں مرتب و منظم کر سکے ، بلکہ تخیل کے زور سے اصول کو ایسی وسعت دے سکے جو حال کے تمدنی تقاضوں کی تمام ممکن صورتوں پر حاوی ہو۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلامی دنیا میں اب تک کوئی ایسا عالی دماغ مقنن پیدا نہیں ہوا اور اگر اس کام کی اہمیت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ایک سے زیادہ دماغوں کا ہے(۵)۔

اقبال ۱۹۰۵ ء تا ۱۹۰۸ ء کوئی تین برس یورپ میں رہے۔ اس دوران انہوں نے اسلامی نظام اخلاق (۶) پر ایک مقالہ لکھا ، مختلف اسلامی موضوعات پر تقریریں کیں (۷) اور اپنے ڈاکٹریٹ کی کتاب ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء کے علاوہ ”خلافت اسلامیہ“ کے موضوع پر ایک مبسوط مقالہ لکھ کر چھپوایا جس کا انگریزی نہیں مگر اردو متن (۸) موجود ہے۔ البتہ انگریزی متن کا عنوان جو پہلے انگلستان (۹) میں اور کوئی دو تین سال بعد ہندوستان (۱۰) میں ملخصاً شائع ہوا، اسلامی سیاسی فکر“ تھا۔ ۱۹۰۹ ء میں اقبال کا ایک اور مبسوط انگریزی مقالہ ”اسلام ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین“ شائع ہوا (۱۱) ۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانے میں علامہ اقبال دین اسلام کے مختلف پہلوؤں پر نہایت امعان فکر سے غور کر رہے تھے ۔ چنانچہ ۱۹۱۰ ء میں انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ”اسلام ایک اجتماعی اور سیاسی نصب العین“ کے عنوان سے ایک اہم خطبہ پڑھا جو انگریزی میں (۱۲) بتمامہ دست یاب نہیں مگر ”ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر“ کے عنوان سے مولانا ظفر علی خان کا وہ اردو ترجمہ دست یاب ہے(۱۳) جو علامہ اقبال کی موجودگی میں ایک جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا تھا ۔ اسی سال علامہ اقبال نے ایک روز نامچہ بزبان انگریزی مرتب کیا (۱۴) ۔ جو ”شذرات فکر اقبال “ کے نام سے اردو (۱۵) میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ یہ روز نامچہ ۱۹۶۱ ء تک گوشہ گمنامی میں پڑا رہا،

مگر ۱۹۱۷ عـ میں علامـہ اقبال نے اس کے بعض اجزا (۱۶) رسالوں میں شائع کر دئیے تھے ـ بلکـہ »اسلام اور تصوف« ، »مسلم جمہوری نقطۂ نظر« اور نبی اکرمؐ کا معاصر عربی شاعری پر تبصرہ ، جو »نیو ایرا« رسالے کی ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں »شذرات فکر« کے عنوان سے شائع ہوئے ، دراصل اس ڈائری کا حصـہ ہیں ـ اور آخری مضمون کا اردو متن بھی (۱۷) ۱۹۱۷ عـ میں ہی رسالـہ »ستارۂ صبح« میں شائع ہوا تھا ـ بہر طور ، اقبال کی کتاب »ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء « اور ان کی ڈائری کے کئی اسلامی موضوعات (۱۸) محققین کے لئے اب بھی وجـہ کشش ہو سکتے ہیں ـ ۱۹۱۱ عـ میں اقبال نے اسلامی (۱۹) یونیورسٹی اور »مسلم قومیت « پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا ـ ایک اور مقالـہ » اسلام اور نئے علوم« پر ہے (۲۰) ـ جو اسی سال لکھا گیا تھا ـ

اقبال کے متأخر تحقیقی مقالوں میں دیباچـہ پیام مشرق ، خطبـہ عید الفطر (۲۱) اور جغرافیائی حدود اور مسلمان (۲۲) شامل ہیں ـ »تشکیـل جدیـد الہیات اسلامیـہ« جو ان کے سات انگریزی (۲۳) خطبوں پر مشتمل ہے ، ایک غیر معمولی فکری اور تحقیقی کتاب ہے ـ یـہ کتاب اقبال کے سالہا سال کے غور و فکر کا نتیجـہ ہے اور تحقیقات اسلامی کی کئی نئی جہتیں اس کی مدد سے متعین کی جا سکتی ہیں ـ مگر یہاں اس معروف کتاب کے محتویات پر بحث کرنا بے موقع ہوگا ـ یہاں اقبال کے ایک اور خطبے کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو انہوں نے ۱۹۲۸ عـ میں اورینٹل کانفرنس لاہور کی صدارت کے دوران ارشاد فرمایا تھا ـ اس کا عنوان »حکمائے اسلام کے عمیق تر مطالعے کی دعوت « ہے اور اس کے انگریزی (۲۴) واردو دونوں متن موجود ہیں ـ اس خطبے میں ابوریحـان البیرونی (و ۴۴۰ ھـ) اور نصیر الدین طوسیؒ (و ۶۷۲ ھـ) کی تحقیقات کا ذکر ہے نیز ایک مجہول المولف فارسی (۲۵) رسالے کی رو سے حقیقت زمان و مکان کی بحث ـ اس خطبے کے کئی مطالب ان کے سات انگریزی خطبات کے مطالب سے مربوط ہیں ـ

تحقیقات اسلامی کی تحریک و راہنمائی

۱۹۲۸ء (۲۶) میں اورینٹل کانفرنس کی لاہور میں صدارت کے دوران علامہ اقبال نے تجویز پیش کی تھی کہ اسی کانفرنس کے نہج پر ایک اسلامی علوم و فنون کا تحقیقاتی ادارہ قائم کیا جائے جس کے اجلاس ہر دوسرے سال ہندوستان کے کسی بڑے شہر میں منعقد ہوں اور اس کی روئداد اور پیش کردہ مقالے شائع ہوں ۔ اس ادارے کا نام "ادارۂ معارف اسلامیہ" تجویز ہوا ۔ (انگریزی نام "اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ") ۔ طے پایا کہ اس کی رکنیت پانچ روپے سالانہ ہو اور اجلاس کے دوران ہر رکن دو روپے مزید ادا کرے ۔ اس ادارے کے اغراض و مقاصد اخبارات میں شائع ہوئے تھے (۲۷) ۔ علامہ اقبال کی کوشش سے اس ادارے کے لئے ریاست حیدر آباد دکن نے دو ہزار روپے سالانہ کی گرانٹ منظور کی اور آخر ۱۹۳۲ء میں اس ادارے کے پہلے اجلاس کا انتظام ہوا ۔ اجلاس کا انعقاد لاہور میں طے پایا ۔ علامہ اقبال کی خواہش تھی کہ لاہور سے باہر کی کوئی شخصیت اس اجلاس کا افتتاح کرے اور اس کی صدارت قبول کرے مگر بحالت مجبوری یہ کام انھوں نے خود ہی انجام دیا ۔ اجلاس ۱۵ اور ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوا ۔ اقبال نے صدارتی خطبہ زبانی ارشاد فرمایا اور ان کا ارادہ تھا کہ اسے قلم بند کریں گے مگر بعد میں بوجہ بیماری ایسا نہ کر سکے ۔ ۱۹۳۳ء میں اقبال جب تیسری گول میز کانفرنس اور سفر اندلس سے واپس آئے تو اس ادارے نے ان کی ایک دعوت کی تھی ۔ اقبال نے مولانا عبد المجید سالک کے سپاسنامے کے جواب میں فرمایا :

"میں نے اپنی زندگی کے گذشتہ ۳۵ سال اسلام اور موجودہ تہذیب و تمدن کی تطبیق کی تدابیر کے غور و فکر میں بسر کر دئیے ہیں اور اس عرصے میں یہی میری زندگی کا مقصد وحید رہا ہے ۔ میرے حال کے سفر یورپ نے مجھے کسی حد تک اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ ایسے مسئلے کو اس شکل میں پیش نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں کہ اسلام موجودہ تمدن کے مقابلے میں ایک کمزور طاقت ہے ۔ میری رائے میں اس کو یوں

پیش کرنا چاہیے کہ موجودہ تمدن کو کس طرح اسلام سے قریب تر لایا جائے"(۲۸)

"ادارۂ معارف اسلامیہ" کے اجلاس میں آپ کے صدارتی خطبے کا جو حصہ اخبارات میں شائع ہوا ، اس کی چند سطریں ہم ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں :

وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اب ہم فقہی جزئیات کی چھان بین کے بجائے ان اہم شعبہ ہائے علم کی طرف متوجہ ہوں جو ہنوز محتاج تحقیق ہیں۔ ریاضیات ، عمرانیات ، طب اور طبیعات میں مسلمانوں کے شاندار کارنامے ابھی تک دنیا کے مختلف کتب خانوں میں مستور و پنہاں ہیں جن کے احیاء کی سخت ضرورت ہے . . . ان ذخائر و دفائن کی تلاش ادارہ کے مقاصد میں سے ہونی چاہیے . . . یورپ کے علما بیسویں صدی میں جن نظریات و انکشافات کو اپنے لئے نئی چیز سمجھتے ہیں ، ان پر عرب علما و فضلا صدیوں پہلے سیر حاصل بحثیں کر چکے ہیں ۔ آئن سٹائن کا نظریۂ اضافیت یورپ کے نزدیک نیا ہو تو ہو لیکن علمائے اسلام کی کتابوں میں صدہا سال پہلے اس کے مبادی زیر بحث آ چکے ہیں ۔ برگسان کے فلسفۂ امتیازی کو سمجھنے کے لئے ابن خلدون کے افکار و خیالات کا مطالعہ کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ شپنگلر نے "زوال مغرب" کے چند ابواب میں عربی تمدن پر بحث کی ہے اور اس کے کئی نتائج فکر صحیح نہیں ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خود اپنے تمدن کی گہرائیوں کا مطالعہ کریں اور ان اسرار و ممکنات کو قوم کی تقدیر کے روشن کرنے اور قوم کے متخیلہ کی تربیت کرنے میں صرف کریں تاکہ مسلمان اپنے قابل صد فخر و مباہات تمدن کو بیش از بیش خوبی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں(۲۹) " ۔ (ملخصاً) ۔

علامہ اقبال کے بنا کردہ "ادارہ معارف اسلامیہ" کے پہلے اجلاس میں بڑے فکر انگیز مقالے اردو ، انگریزی اور عربی میں پیش کئے گئے اور یہ بعد میں شائع بھی ہو گئے ۔(۳۰) ۱۰ تا ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ ع اس ادارے کا دوسرا اجلاس لاہور میں ہی ہوا جس کی روئداد اور پیش کردہ مقالے ۱۹۳۸ ع میں علامہ اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئے(۳۱) ۔ دوسرے اجلاس کی صدارت ، علامہ

اقبال کے ایما پر میاں فضل حسین (و ۱۹۳۷ ع) نے کی تھی اور دوسرے اجلاس کی روئداد کے ساتھ بانی ادارہ اور میاں فضل حسین کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ ضمناً عرض کر دیں کہ ادارہ معارف اسلامیہ کا تیسرا اجلاس ۱۹۳۸ میں دھلی میں منعقد ہوا اور اس کی روئداد بھی مطبوعہ ہے۔ چوتھا اجلاس قرار پایا تھا کہ ۱۹۴۱ ع میں منعقد ہو مگر دوسری عالمی جنگ اور سیاسی خلفشار اس میں مانع آئے تا آنکہ ۱۹۴۷ ع میں ملک کی تقسیم ہو گئی۔ بھارت کے مسلمانوں نے اسلامی تحقیقات کا کام جستہ گریختہ طور پر شروع کیا ہوا ہے۔ پاکستان کے کئی ادارے اس کام میں مصروف ھیں مثلاً لاھور کا ادارہ ثقافت اسلامیہ اور اسلام آباد کا ادارہ تحقیقات اسلامی۔ موخر ادارے کا جب کراچی میں آغاز ہوا تو اسے ,, مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی ،، موسوم کیا گیا مگر اب انگریزی میں اس کا وھی نام ہے جو اقبال نے تجویز کیا تھا یعنی اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ جبکہ اردو میں اسے ,, ادارہ تحقیقات اسلامی،، کہا جاتا ہے۔ (یہ ادارہ دس مارچ ۱۹۶۰ ع کو قائم ہوا تھا اور ۲۰ جولائی ۱۹۶۵ ع سے لفظ ,,مرکزی،، اس کے نام سے حذف ہو گیا ہے)۔

علامہ اقبال کو تحقیقات اسلامی کے کام سے اتنی دلچسپی تھی کہ وہ اسلامیہ کالج لاھور میں اس کام کے لئے ایک شعبہ قائم کرنا چاھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۷ ع میں وزیر اعلی پنجاب سکندر حیات خان نے ایک تقریب کی صدارت کے دوران (۳۲) جب یہ تجویز پیش کی کہ علامہ اقبال کی قدر دانی کے طور پر انہیں ایک کیسۂ زر پیش کیا جائے ، تو علامہ مرحوم نے اس تجویز کے خلاف ۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ ع کو ایک بیان اخبارات میں شائع کروایا۔ انہوں نے فرمایا کہ فرد کی احتیاجات قوم کی احتیاجات کے مقابلے میں بہت ادنی ھیں۔ لہذا انہیں کیسۂ زر پیش کرنے کے بجائے اسلامیہ کالج میں تحقیقات اسلامی کا ایک شعبہ قائم کیا جائے جس سے کم از کم صوبہ پنجاب کے مسلمان مستفید ہو سکیں گے (۳۳)۔

جملۂ معترضہ کے طور پر یہ نکتہ بیان کرنا ضروری ہے کہ علامہ

اقبال ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جنھیں اکتناز زر کا عارضہ لاحق نہیں ہوتا اور سیر چشم قانع ہوتے ہیں ۔ چنانچہ وہ مقدمات اتنے ہی لیتے تھے جن سے قوت لا یموت حاصل ہو جائے اور آخری عمر میں جب والی بھوپال حمید اللہ خان نے ان کی بیماری کے پیش نظر ان کے لئے ۵۰۰ روپے ماہانہ کی پنشن مقرر کر دی تو انہوں نے اتنی ہی مزید پنشن کے لئے آغا خان سوم کی پیشکش سے معذرت کر لی تھی(۳۴) ۔

تحقیقاتی مرکز

اقبال آخری عمر میں اس بات کے آرزو مند تھے کہ تحقیقات اسلامی سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے بعض وقف اراضی میں مراکز قائم کئے جائیں۔ چنانچہ پٹھانکوٹ میں نیاز علی خان کی وقف اراضی میں مولانا سید ابو الاعلی مودودی (و ۱۹۷۹ ء) کی حیدر آباد دکن سے تشریف آوری ، ان ہی کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت بتائی جاتی ہے ۔ علامہ مرحوم کے آخری ایام حیات میں ایسے ایک مرکز کے لئے بھاول نگر کے نواح میں بھی زمین مختص کر دی گئی تھی مگر ان کے انتقال کے بعد یہاں کوئی منصوبہ پیش نہ کیا جا سکا (۳۵) ۔ ادارہ دار السلام پٹھانکوٹ کے بانی چوھدری نیاز علی خان کو ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ ء کو اقبال نے اس ضمن میں ایک خط لکھا تھا ۔

. . . . آپ ضرور تشریف لائیں ۔ میں آپ سے « ادارہ» کے متعلق گفتگو کروں گا ۔ اسلام کے لئے اس ملک میں نازک زمانہ آ رہا ہے ۔ جن لوگوں کو کچھ احساس ہے ان کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش اس ملک میں کریں ۔ انشاءاللہ آپ کا ادارہ اس مقصد کو باحسن وجوہ پورا کرے گا ۔ علماء میں مداہنت آ گئی ہے ۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے۔ صوفیہ ، اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں ۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد ان کی زندگی کا نہیں ۔ عوام میں جذبہ موجود ہے مگر ان کا کوئی بے غرض راھنما نہیں ہے ۔ زیادہ کیا عرض کروں . . . »(۳۶) ۔

شیخ الجامعہ ازہر ، علامہ مصطفی مراغی کو انھی دنوں علامہ مرحوم نے بزبان عربی لکھا تھا کہ وہ اس اسلامی مرکز کے لئے جو پنجاب کے ایک گاؤں میں قائم ہوگا اور جہاں "علوم جدیدہ کے چند فارغ التحصیل حضرات اور چند "علوم دینیہ کے ماہرین" جمع ہونگے کسی روشن خیال اور انگریزی دان مصری عالم کو بھیجیں اور جامعہ مذکور کے خرچ پر بعض مصری مبلغ بھی یہاں بھیجیں ـ علامہ مرحوم نے لکھا کہ مرکز اسلامی کے طلبہ کے لئے ہم ایک ایسا معلم،جو کامل اور صالح ہو اور قرآن حکیم میں بصیرت تامہ رکھتا ہو اور انقلاب دور حاضرہ سے بھی واقف ہو ، مقرر کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی روح سے واقف کرے اور تفکر اسلامی کی تجدید یعنی فلسفہ ، حکمت ، اقتصادیات اور سیاسیات کے علوم میں ان کی مدد کرے تاکہ وہ اپنے علم اور تحریروں کے ذریعے تمدن اسلامی کے دوبارہ زندہ کرنے میں جہاد کر سکیں . . . " (۲۷) ـ

مکاتیب اقبال اور تحقیقاتی امور

علامہ اقبال کے اکا دکا عربی اور فارسی مکاتیب کر علاوہ ، اردو اور انگریزی میں بارہ سو سے زیادہ ان کے مکاتیب کئی مجموعوں (۲۸) کی صورت میں شائع ہو چکے اور اقبال اکادمی نے ان مکاتیب کے رؤس مطالب کی ایک تلخیص (۲۹) بھی چھپوائی ہے ـ کئی مکاتیب سے اقبال کا تحقیقات اسلامی کا ذوق بہت نمایاں ہوتا ہے ، خصوصاً وہ مکاتیب جو علمائے دین جیسے سید سلیمان ندوی (و ۱۹۵۳ ء) کو لکھتے گئے ہیں ـ ان خطوط میں اقبال نے کئی تحقیقاتی امور کا ذکر کیا ہے ـ وہ خود بھی تحقیقات اسلامی کے سلسلے میں کئی تصنیفی منصوبے رکھتے تھے جو ان کی عدیم الفرصتی اور آخری عمر کی کوئی چار سالہ بیماری کی وجہ سے محض عزائم کی فہرست میں شامل رہے (۳۰) ـ تحقیقات اور تعلیمات اسلامی کے سلسلے میں علامہ مرحوم کے دو تین خط نہایت اہم ہیں ـ ایک صاحبزادہ آفتاب احمد خان کے نام ہے (مورخہ ۴ جون ۱۹۲۵ ء) جس میں اقبال نے بی ـ اے کے لئے اسلامیات کے کورس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے (۳۱) ـ

دوسرا پروفیسر خالد خلیل قسطنطنیہ (۳۲) یونیورسٹی کے نام (مورخہ غالباً ۱۹۳۷ء) جن میں تحقیقات اسلامی کی حدود پر بحث ہے اور تیسرا فضل الرحمن انصاری ریسرچ اسکالر شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام (مورخہ ١٦ جولائی ۱۹۳۷ ء) جس میں تحقیقات کے لئے مغرب جانے کے بجائے اقبال اسلامی ممالک کا رخ کرنے کا صائب مشورہ دیتے ہیں ۔ اقبال کے نزدیک مستشرقین کی تحقیقات اسلامی قابل توجہ نہیں ۔ مستشرق خواہ ان کا استاد طامس آرنلڈ (و ۱۹۳۰ ء) ہی ہو (۳۳) ، اس کی تحقیق کے خاص مقاصد ہوتے ہیں ۔ حافظ محمد فضل الرحمن انصاری کو اقبال نے یوں لکھا تھا ۔

„جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے ، فرانس ، جرمنی ، انگلستان اور اٹلی کی یونیورٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاق حق کے ظاہری طلسم میں چھپایا جاتا ہے ۔ سادہ لوح مسلمان طالب علم اس طلسم میں گرفتار ہو کر گم راہ ہو جاتا ہے . . . مصر جائیے ۔ عربی زبان میں مہارت پیدا کیجئے ۔ اسلامی علوم ، اسلام کی دینی اور سیاسی تاریخ ، تصوف ، فقہ اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرکے محمد عربی کی اصل روح تک پہنچنے کی کوشش کیجئے ۔ پھر اگر ذہن خداداد ہے اور دل میں خدمت اسلام کی تڑپ ہے ، تو آپ اس تحریک کی بنیاد رکھ سکیں گے جو اس وقت آپ کے ذہن میں ہے . . . . " (۳۴) ۔

بہر طور ، اقبال کی مختلف تحریروں سے نہ صرف ان کے اپنے تصنیفی منصوبے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی بعض تحقیقات انجام دینے کے بارے میں مشورے دیتے نظر آتے ہیں ۔ مثلاً اقبالنامہ ، کے نام سے ان کے مجموعہ مکاتیب کی سفارشات کو دیکھیں جس کی دو جلدیں ۱۹۴۵ ء اور ۱۹۵۱ ء میں بالترتیب لاہور سے شائع ہوئی تھیں ۔

١ ۔ عراقی ہمدانی (و ٦٨٨ ھ) کی شرح لمعات کا مطالعہ عمیق (ج ١ ص ۴۴ ج ۲ ص ۲۴۳)

۲ ۔ شیخ حارث المحاسبی کے صوفیانہ افکار پر تحقیق جن کا یہودی اور

مسیحی عرفاء پر اثر پڑا ہے (ج ۱ ص ۶۸ / ۶۹)

۳ ـ قبل از اسلام اور بعد از اسلام مرکزی ایشیا اور عرب ممالک پر بدھ مذہب کے اثرات پر تحقیق (ج ۱ ص ۷۸)

۴ ـ فلسفے کی مختلف شاخوں میں مسلمانوں کے کارناموں پر تحقیق (متعدد خطوط)

۵ ـ امام ابن قیم کی تصانیف اور مسئلہ خلافت و امامت (ج ۱ ص ۱۴۵ ـ ۵۰ ، ۱۵۲ ، ۲۰۳)

۶ ـ حضرت شاہ ولی اللہ کی «ارتفاقات» پر تحقیق اور ان کی تفہیمات اور بدور البازغہ کے اردو ترجمے کی ضرورت (ج ۱ ص ۱۶۰ ، ۱۸۸)

۷ ـ قرآن مجید کی روشنی میں اجتماعی سلامتی (آیۃ ۴۹ سورہ ۹) ـ ج ۱ ، ص ۲۰۲ ـ

۸ ـ نظام اسلام کی مختلف شئون پر تحقیق و غور کی ضرورت (ج ۱ ص ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۹۹ ج ۲ ص ۹۰)

۹ ـ حضرت مجدد الف ثانی (ج ۲ ص ۴۸) ٹیپو سلطان شہید (ج ۲ ص ۸۹) شیخ محمد غوث گوالیاری (ج ۲ ص ۲۷۲) ، ملا صدرا (ج ۱ ص ۱۵۶) ملا ھادی سبزواری (ج ۱ ص ۱۵۷) ابن عربی اور ان کی فصوص الحکم و الفتوحات (ج ۱ ص ۱۶۸ ، ۱۸۰) ، شہاب الدین مقتول (ج ۱ ص ۱۱۷) ، فخر الدین رازی (ج ۱ ص ۱۲۳) ، سنائی غزنوی (ج ۲ ص ۳۱۰) اور خوشحال خان خٹک (ج ۱ ص ۳۱۰) پر تحقیقات کی ضرورت

۱۰ ـ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقاید پر جامع تحقیق (ج ۲ ص ۲۱۸) ـ

اپنے ایک دوسرے مجموعہ مکاتیب میں اقبال نے سکھوں کے عہد سے پہلے کی تاریخ پنجاب اور مغلوں کے آخری دور (۱۷۰۷ عـ تا ۱۸۵۷ عـ) پر تحقیق کرنے کی اہمیت[۳۵] بتائی ہے ـ سید عبد الواحد معینی کے مرتبہ اقبال کے افکار اور انعکاسات ، (انگریزی) میں بھی اقبال کی کئی ہدایات اور خواہشات مندرج ملتی ہیں مثلاً :ـ

اسلام اور غلامی (ص ۳۰) ، یورپ پر اسلامی فکر کے اثرات (ص ۳) ، عبد القادر الجزائری (ص ۳۵) ، مسلمان کی دفاعی اور جارحانہ جنگیں (ص ۳٦) ، مغربی اور مرکزی ایشیا کے مسلمانوں کی فکر تاریخ دسویں صدی عیسوی کے بعد (ص ۸۲) ، مسئلہ وقت کا اخلاقی پہلو (ص ۹٦) ، بقائے خودی (ص ۹٦) ، قرآن و حدیث کی روشنی میں جمہوری اقدار اور اقتصادی اصول (ص ۱۰۰) ، اسپین کی فکری تاریخ اور اس ملک کے یورپ پر اثرات (ص ۱۰۴) وغیرہ . . . . .

یہ اشارے مشتے از خروارے ہیں اور توجہ طلب بات وہی ہے جو ابتداء میں لکھ دی گئی یعنی اقبال کے ہاں تفکیر و تخلیق ہی نہیں ، تحقیق بھی ہے اور اسی لئے وہ جلوت و خلوت دونوں کے آرزو مند تھے ، گو ان کے اعلی اخلاق نے انہیں خلوت نشین ہونے نہ دیا ۔

ذوق تخلیق آ تشے اندر بدن
از فروغ او فروغ انجمن
ہر کہ بردارد از ین آتش نصیب
سوز و ساز خویش را گردد رقیب
ہر زمان بر نقش خود بندد نظر
تانگیرد لوح او نقش دگر
مصطفی اندر حرا خلوت گزید
مدتے جز خویشتن کس را ندید
نقش مارا در دل او ریختند
ملتے از خلوتش انگیختند
می توانی منکر یزدان شدن
منکر از شان نبی نتوان شدن
گرچہ داری جان روشن چوں کلیم
ہست افکار تو بے خلوت عقیم

از کم آمیزی تخیل زنده تر
زنده تر ، جوینده تر ، پاینده تر
علم و ہم شوق از مقامات حیات
ہر دو می گیرد نصیب از واردات
علم از تحقیق لذت می برد
عشق از تخلیق لذت می برد
صاحب تحقیق را جلوت عزیز
صاحب تخلیق را خلوت عزیز
چشم موسی خواست دیدار وجود
این ہمہ از لذت تحقیق بود
لن ترانی نکتہ ہا دارد دقیق
اندکے گم شو درین بحر عمیق
در نگر ہنگامہ آفاق را
زحمت جلوت مدہ خلاق را

تحقیقات کا اعلی مطمح نظر

اوپر ہم نے دیکھا کہ اقبال کو مستشرقین کی تحقیقات اسلامی پر اعتماد نہ تھا ۔ اسی طرح انہیں مسلمان منحرفین، متجددین اور قدامت پسند طبقے سے بھی تعلق نہ تھا ۔ تصانیف اقبال کا مطالعہ مظہر ہے کہ وہ محتاط قسم کے اجتہاد اور میانہ روی کی روشن فکری کے قائل تھے ۔ یہاں تفصیلات نہیں پیش کی جا سکیں ۔ ,,تشکیل جدید الہیات اسلامیہ،، کے کئی مقامات ان کی روش تحقیق کے مظہر ہیں ۔ اقبال کی تحقیقاتی دلچسپیاں دو شعبوں کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں ۔ علوم نو کی روشنی میں اسلامی تفکر کی تشکیل جدید اور افکار جدید کے پیش نظر اسلام کے اجتماعی نظام عمرانی کی تبیین و توضیح۔ جیسا کہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ ع کے خطبہ الہ آباد میں انہوں نے فرمایا تھا ، اسلامی تفکر کے ممارست اور مزاولت سے انہیں ایک خاص بصیرت ہاتھ لگی

تھی ، اور یہ بصیرت ان کی تحقیقاتی راھنمائیوں سے واضح ہو جاتی ہے ۔ اوپر ہم نے ۴ جون ۱۹۲۵ ء کے اس مکتوب اقبال کا ذکر کیا ہے ۔ جو انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر صاحب زادہ آفتاب احمد خان کو لکھا تھا ۔ اس خط کی رو سے وہ تحقیقات اسلامی کے ذریعے (۱) مسلمہ قابلیت کے علماء پیدا کرنا چاھتے تھے ۔ (۲) جو اسلامی تمدن کو نئی جہتیں دیں ۔ (۳) اسلام کے جملہ علوم و فنون پر حاوی ہوں اور (۴) خصوصاً اسلامی فقہ و قانون میں تحقیق و تدقیق کی اعلیٰ صلاحیت رکھتے ہوں ۔ اگر دینیات کا نصاب اس قسم کے افراد پیدا کر دے ، تو اسلامی تحقیقات کا کام بوجہ احسن آگے بڑھ سکتا ہے اور اس کام کی معراج اقبال کے الفاظ میں یہی ہے کہ محمد عربی کی روح تک رسائی ہو ۔ اقبال کی تحقیقی درد مندی میں لذت کردار ، افکار عمیق اور جرأت اندیشہ کی نعمتہائے ثلاثہ ضروری ہے کہ قابل توجہ رہیں ۔

هند میں حکمت دیں ، کوئی کہاں سے سیکھے

نہ کہیں لذت کردار نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں

آہ ، محکومی و تقلید و زوال تحقیق
خود بدلتے نہیں ، قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

(ضرب کلیم)

آخر میں ہم اس بات کی طرف توجہ پھر دلا دیں جس سے اس شذرہ کا آغاز ہوا تھا ۔ اقبال نے برصغیر اور عالم اسلام میں تحقیقات اسلامی کو جنبش اور تحرک دیا اور ان کے بلند پایہ محققانہ افکار بزبان نثر ملتے ہیں ۔ آئیے ماهنامہ « فکرو نظر » کی مئی ۱۹۶۴ ء کی اشاعت کے « نظرات » پر اس مختصر بحث کو ختم کر دیں ۔

"ہماری شاعر مزاج قوم نے اقبال کو ایک شاعر کی حیثیت سے پہچانا اس کی عظیم ترین تخلیق پاکستان کو شاعر کا کامیاب خواب سمجھا اور اس کے اسلامی ریاست کے نظریے کو ایک سیاسی نعرے سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے ہمیں پاکستان کی اسلامی ریاست کا محض تصور نہیں بخشا، بلکہ اس کی تشکیل و تعمیر و تکمیل کے لئے اس نے ایک واضح لائحہ عمل بھی متعین کر دیا تھا اور اس کا ایک مجمل خاکہ بھی پیش کر دیا تھا۔ اسلامی ریاست کے قیام اور اس کے مسائل کے بارے میں اقبال کے افکار و میلانات اس کی نثری تحریروں میں واضح طور پر موجود ہیں ...... مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کے مقاصد کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس کا قیام اقبال کے اس ادھورے کام کی تکمیل کے لئے عمل میں آیا ہے... ." (صفحہ ۳، ۷)۔

****

حوالے اور توضیحات

۱۔ سید عبد الواحد معینی (مرتب) تھاٹس اینڈ ریفلکشنز آف اقبال، شیخ محمد اشرف مطبوعات لاہور، طبع ثانی ۱۹۷۳ء صفحہ ۳ تا ۲۷۔

۲۔ دی ڈیویلپمنٹ آف میٹا فزکس ان پرشیا طبع اول لندن ۱۹۰۸ء باب چہارم۔

۳۔ سید عبد الواحد معینی (مرتب) مقالات اقبال، شیخ محمد اشرف مطبوعات لاہور ۱۹۶۳ء "قومی زندگی" ص ۳۹ تا ۶۲۔

۴۔ ملاحظہ ہو "اقبال کا علم کلام" مقالہ از سید سلیمان ندوی مشمولہ، اقبال، سید سلیمان ندوی کی نظر میں" مرتبہ اختر راہی، بزم اقبال لاہور ۱۹۷۸ء ص ۸۷ تا ۱۱۱ نیز اسی مصنف کا مقالہ مذکورہ مجموعہ ص ۲۳۲ تا ۲۳۶۔ برصغیر کی فکری تحریکوں میں اقبال کا مقام۔

۵۔ مقالات اقبال صفحات ۵۴۔۵۵۔

۶۔ سہ ماہی صحیفہ لاہور اقبال نمبر ۲ (اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ پر مضمون)۔

۷۔ اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ لاہور ۱۹۵۱ء (شیخ محمد اشرف مطبوعات صفحہ ۳۵۸ مکتوب اقبال بنام خواجہ حسن نظامی۔

۸ ۔ تھاٹس اینڈ . . . . ص ۵٦ تا ۵۷ ، مقالات اقبال ص ۸۵ تا ۱۱۳ نیز اقبال کے نثری افکار مرتبہ عبد الغفار شکیل دلی (انجمن ترقی ، اردو ہند) مارچ ۱۹۷۷ ء ص ۱۹۸ تا ۲۱۹ ۔

۹ ۔ سوشیالوجیکل ریویو لندن ۱۹۰۸ ء ۔ اس کی تخلیص وہ مقالہ جسے سید عبد الواحد معینی نے دسمبر ۱۹۱۰ ء اور جنوری ۱۹۱۱ ء کے "ہندوستان ریویو" سے لے کر اپنی مرتبہ کتاب میں شامل کیا ۔ دیکھیں حوالہ ۸ ۔

۱۰ ۔ حوالہ گذشتہ ۔

۱۱ ۔ تھاٹس اینڈ . . . صفحہ ۲۹ تا ۵۵ ۔ راقم الحروف نے اس کا فرانسی ترجمہ شائع کروایا ہے ۔

۱۲ ۔ اس کے جزوی متن کے لئے دیکھیں "فنون" اقبال نمبر دسمبر ۱۹۷۷ ء ص ۱٦ تا ۲۱ مقالہ از ملک احمد نواز ۔

۱۳ ۔ مقالات اقبال ص ۱۱۵ تا ۱۳۲ ۔

۱۴ ۔ اسٹرے ریفلیکشنز مرتبہ ڈاکٹر جاوید اقبال لاہور ۱۹٦۱ ء ۔

۱۵ ۔ ترجمہ از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۳ ء ۔

۱٦ ۔ تھاٹس اینڈ . . . . ص ۷٦ تا ۹۲ ۔

۱۷ ۔ مقالات اقبال صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۰ ۔

۱۸ ۔ "شذرات فکر اقبال" ۔ تصور خدا ، مسلمانوں کی وحدت ، اورنگ زیب ، مسلمان ممالک میں تفریحات ، عرب شاعری ، تاریخ تاسلام مسلمانان ہند کا مشکل وقت ، مساوات ، مسلمان عورتوں کی تعلیم ، مرزا بیدل ، مرزا غالب ، خواجہ حافظ . . . . "ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقاء" ۔ باب دوم ۔ ابن مسکویہ ، ابن سینا . . . . باب سوم ۔ تصوف ، اشعری نقطہ نظر ، امام محمد غزالی . . . .

۱۹ ۔ اقبال کے نثری افکار ص ۸۰ تا ۸۳ ، تھاٹس اینڈ . . . . ضمیمہ ص ۲۷٦ ۔ ۲۸۱ ۔

۲۰ ۔ تا ۲۲ ۔ مقالات اقبال کے نثری افکار ۔

۲۳ ۔ اردو ترجمہ از سید نذیر نیازی ، بزم اقبال لاہور ۱۹۵۸ ء ۔ فکر اقبال ۔ مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم میں ان کی ایک تلخیص ملتی ہے ۔ نیز دیکھیں محمد شریف بقا ۔ خطبات اقبال پر ایک نظر ، لاہور (اسلامک پبلیکیشنز) ۱۹۷۴ ء اشاعت دوم ۱۹۷۸ ع صفحات ۱۳۰ ۔ پروفیسر خورشید احمد نے اپنے دو مقالوں میں ان سے بھرپور استفادہ کیا ہے ۔ سہ ماہی "اقبال ریویو" اپریل ۱۹٦۰ ء ، اقبال اور اسلامی قانون کی تشکیل جدید (انگریزی) اور اکتوبر ۱۹٦۱ ء ، اقبال اور تعلیم کے اسلامی مقاصد (انگریزی) ۔

۲۴ ۔ تھاٹس اینڈ . . . . ۱۴۷ تا ۱۵۹ اور اقبال کے نثری افکار ص ۲۴۳ تا ۲۵۷ ۔

۲۵ ۔ اقبال اس خطبے میں اور اپنے سات انگریزی خطبات میں سے بعض میں اسے بحالت شک عراقی ہمدانی (م ٦۸۸ ھ) کی تصنیف بتاتے ہیں ۔ سید امتیاز علی خان عرشی نے مقالہ ، اقبال کانگرس ۱۹۷۷ ء میں اسے کسی تاج الدین محمود بن خداداد اشنمی آذر بائیجانی سے منسوب بتایا ہے ۔ جبکہ یہ رسالہ (غایۃ المکان فی درایۃ الزمان) شیخ عین القضاۃ ہمدانی (و ۵۲۵ ھ) سے منسوب ہو کر مدتوں سے شائع ہوتا رہا اور عبد الحمید کمالی کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۔

۲٦ ۔ محمد رفیق افضل (مرتب) گفتار اقبال لاہور ۱۹٦۹ ء (ادارہ تحقیقات پاکستان) صفحہ ۱٦۹ ۔ یہاں تسامح سے سال ۱۹۲۹ ء لکھا گیا جبکہ ۱۹۲۸ ء صحیح ہے نیز دیکھیں "اقبال سید سلیمان ندوی